Digitized By Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

روزنامہ

الفضل

قادیان

یوم پنجشنبہ

جلد ۳۳

۴ ماہ اخاء ۱۳۲۴ ہش ـ ۲۶ شوال ۱۳۶۴ ھ

۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء

نمبر ۲۳۲

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام مینیجر الفضل ہو

مدینۃ المسیح

قادیان ۳ ماہ اخاء ـ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج سوا سات بجے شام کی ڈاکٹری اطلاع منظہر ہے۔ کہ حضور کو دانت اور کان اور اس کے اردگرد کے حصے میں کل شام سے بہت شدید درد ہو گئی۔ جس کی وجہ سے رات جاگتے گزری۔ آج دن میں گیارہ بجے تک بھی بہت تکلیف رہی۔ ایک بجے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب نے دانت میں دوائی لگائی اس وقت سے درد میں کمی ہے۔ درد کی یہ کیفیت ہے۔ کہ ذرا بولنے یا کچھ کھانے پینے سے تیز ہو جاتی ہے۔ اس وقت درد میں تخفیف ہے۔ رات کی ٹرین سے جناب ڈاکٹر عبد الحق صاحب لاہور سے دیکھنے کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت امّ المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت آج بھی بخار۔ سر درد اور پیٹ میں درد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

لجنہ اماء اللہ دار البرکات حلقہ ۲ اور لجنہ اماء اللہ دار الفضل حلقہ ۱ نے بھی کچھ رقم جمع کر کے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ دینے کے لئے سیکرٹری صاحب دار الشیوخ کمیٹی کو بھجوائی دو بکرے بطور صدقہ دیئے گئے ـ نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مولوی محمد حسین صاحب گیانی

۲۶ شوال ۱۳۶۴ ھ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ایک نہایت اہم تقریر

قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کے متعلق جماعت احمدیہ کو پرزور تاکید

(۲)

(مرتبہ ۔ عبد الکریم صاحب)

حضرت مسیح ناصری کی ایک مثال

کیسی لطیف ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی شخص تھا اس نے اپنے اموال دو بیٹوں میں تقسیم کر دیئے۔ اور کہا بیٹو جاؤ کماؤ۔ اور کھاؤ۔ ان میں سے ایک نے کہا باپ سے مال ملا ہے مفت کا آیا ہے آؤ خوب گل چھرے اڑائیں۔ اس نے عیاشی شروع کر دی۔ اور خوب مال اڑایا۔ دوسرے نے کہا میرے باپ کا مال ہے۔ اس کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ اس نے روپیہ کمانا اور جمع کرنا شروع کر دیا۔ حسب ضرورت کچھ گزارے کے لئے خرچ کرتا رہا۔ اور باقی رقم جمع کرتا گیا۔ آخر بہت سا روپیہ لے کر گھر واپس آیا۔ باپ نے اس کی بڑی تعریف کی اور عزت سے گھر میں بٹھایا۔ اور اپنے دوسرے بیٹے کا انتظار کرتا رہا۔ مگر دوسرا بیٹا سارا مال کھا چکا تھا۔ وہ کونسا مونہہ لے کر باپ کے پاس جاتا۔ وہ باپ کے پاس جانے کا خیال چھوڑ کر دور نکل گیا۔ اور کسی شخص کے ہاں

سؤر کا گلہ چرانے پر نوکر

ہو گیا۔ روزانہ چھوٹے بچے جو چل نہ سکتے تھے۔ ان کو کمر پر لادتا۔ اور باقی بچوں کی گردنوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے ریوڑ کو ہانک کر باہر لے جاتا۔ اور لاتا تھا۔ اس کا مالک بعض اوقات کسی وجہ سے اسے گالیاں دیتا اور مارنے کے لئے بھی تیار ہو جاتا۔ اور کہتا نالائق تم نے یہ کام نہیں کیا وہ کام نہیں کیا۔ وہ اس سے بہت تنگ آ گیا۔ اور ایک دن غصے میں آ کر اس نے سؤر کے بچے کو زور سے زمین پر پٹخ دیا۔ اور کہا میرے باپ کے گھر میں صرف بھائی ہی تو نہیں۔ کئی نوکر بھی ہیں۔ اگر نوکری ہی کرنی ہے۔ تو کیوں نہ میں باپ کے پاس چلا جاؤں۔ اور اس کی نوکری کر لوں۔ وہ لوٹ کر اپنے باپ کی طرف آیا۔ جب باپ کو پتہ لگا۔ کہ میرا بیٹا واپس آ رہا ہے۔ تو اس نے اپنے تمام دوستوں کو جمع کیا۔ اور اس کے استقبال کے واسطے گیا۔ اور اپنے گھر میں لے آیا۔ اس نے اس خوشی میں کئی دنبے ذبح کئے اور لوگوں کو بلا کر ان کی دعوت کی۔ دوسرا بیٹا جو کما کے لایا تھا۔ اس کو بہت غصہ چڑھا۔ اور اس نے اپنے باپ سے کہا اے باپ تیری بھی عجیب عقل ہے۔ میں نے تیرے مال کو حفاظت سے رکھا کمایا اس کو بڑھایا۔ اور پھر واپس لے کر تیرے گھر آیا۔ لیکن تو نے میرے آنے پر ایک کمزور دنبی بھی ذبح نہیں کی لیکن یہ جس نے تیرے مال کو ضائع کیا۔ اور اس کو تلف کر دیا۔ اور عیاشی میں اپنی عمر گزاری۔ یہ آیا تو تو نے اس کا استقبال کیا۔ اور کئی دنبے ذبح کر ڈالے۔ باپ نے کہا۔ اے میرے بیٹے تو میرے پاس تھا جو چیز پاس ہوتی ہے۔ اس کی تو انسان خوشی نہیں کیا کرتے لیکن

جو چیز گم ہو جاتی ہے

اور پھر ملتی ہے۔ اس کی خوشی کیا کرتے ہیں۔ یہ گم ہوا تھا مجھے واپس ملا۔ اس لئے میں نے خوشی کی۔ پھر حضرت مسیحؑ نے فرمایا۔ ایسا ہی خدا کو اس شخص کے واپس آنے سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ جو گنہگار ہوتا ہے۔ اور توبہ کر کے اس کے حضور میں حاضر ہو جاتا ہے۔

اس مثال میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جو چیز ہر وقت پاس موجود رہتی ہے۔ اس کی وجہ سے طبیعت میں کوئی خاص تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ اور اس کی طرف خاص طور پر توجہ نہیں ہوتی۔ لیکن جو گم جائے یعنی آنکھوں سے اوجھل ہو جائے۔ چونکہ اس کا گم ہو جانا ہر وقت دل میں ٹیس پیدا کرتا ہے۔ اس لئے جب بھی وہ زخم مندمل ہو۔ تو قدرتاً خوشی ہوتی ہے۔ تو جو چیزیں کبھی کبھی سامنے آئیں ان کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ حسّیں جو کبھی کبھی کام کرتی ہیں۔ وہ گہرا اثر چھوڑ جاتی ہیں۔ بہ نسبت ان حسّوں کے جو ہر وقت کام کرتی ہیں۔

ایک اور موٹی مثال

دیکھو۔ زندگی میں ہم کتنی چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ جن کا مادی زندگی سے تعلق ہوتا ہے۔ مادی زندگی کے لحاظ سے ہمارے جاگنے کی حالت حقیقی ہے۔ اور رؤیا کی حالت غیر حقیقی ہے۔ اور اگلے جہان کے لحاظ سے رؤیا کی حالت حقیقی ہے۔ اور مادی زندگی کی غیر حقیقی پس جہاں تک اس جہان کا تعلق ہے۔ ہماری رؤیا کی حالت غیر حقیقی ہے۔ اور جاگنے کی حالت حقیقی ہے۔ اب اپنی عمر میں تم اندازہ لگا کر دیکھو۔ کہ عام طور پر آدمی اپنی عمر میں چند رؤیا دیکھتا ہے۔ اور اس کے مقابل پر اربوں ارب نظارے جاگنے کی حالت میں دیکھتا ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر بھول جاتے ہیں لیکن جو

خواب کے نظارے

ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض پر بعض اوقات چالیس پچاس سال گزر جاتے ہیں۔ لیکن وہ نہیں بھولتے۔ کوئی شخص خواب دیکھتا ہے۔ وہ کہتا ہے میں نے ایک بڑا خوشنما درخت چالیس سال ہوئے دیکھا۔ اور اس کے مقابل پر جاگتے ہوئے روزانہ جو بڑے بڑے خوشنما درخت دیکھتا ہے وہ یاد نہیں رہتے۔ کیونکہ مادی آنکھوں کے نظارے وہ روزانہ کرتا ہے۔ اور خواب کی آنکھ سے کبھی کبھی نظارہ دیکھتا ہے۔ یہی فرق دیکھنے اور سننے کی حس کا ہے۔ انسان کی دیکھنے کی حس ہر وقت کام کرتی ہے۔ اور سننے کی حس اس سے کم کام کرتی ہے۔ اس لئے سننے کی حس کا قوت حافظہ پر زیادہ اثر پڑتا ہے۔ بہ نسبت دیکھنے والی حس کے پھر بعض دفعہ دو دو تین تین حسیں مل کر ایک کیفیت کو محسوس کرتی ہیں وہ حافظہ پر اور بھی گہرا اثر ڈالتی ہیں۔ اسی لئے اگر ایک حس سے کوئی ثواب کا کام کیا جائے۔ اور پھر اس کے ساتھ دوسری ایک دو اور حسّوں کو بھی ملا لیا جائے

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: غلام نبی

تو زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

بعض مسلمان بزرگ

باوجود اس کے کہ ان کو قرآن شریف حفظ ہوتا تھا۔ وہ قرآن شریف کو کھول کر آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ زبان سے پڑھتے تھے۔ اور ساتھ ساتھ انگلی چلاتے جاتے تھے۔ کسی ایسے ہی بزرگ سے جب کسی نے پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے۔ جب آپ کو قرآن شریف حفظ ہے۔ تو پھر قرآن شریف دیکھ کر کیوں پڑھتے ہیں۔ اور اگر قرآن شریف دیکھ کر پڑھتے ہی ہیں تو ساتھ ساتھ منہ سے کیوں دہراتے جاتے ہیں اور پھر اس کے ساتھ انگلی ہلاتے جانے کی کیا ضرورت ہے انہوں نے جواباً کہا کہ میاں

خدا تعالیٰ کے سامنے ہر چیز کا جائزہ ہوگا

اگر میں نے حافظہ کے ذریعہ پڑھا۔ تو صرف دماغ عبادت گزار ہوگا۔ جب خدا تعالیٰ نے مجھے آنکھیں دی ہیں۔ تو یہ عبادت گزار کیوں نہ ہوں۔ اور زبان دی ہے۔ تو وہ عبادت گزار کیوں نہ ہو۔ اس لئے قرآن شریف دیکھ کر پڑھتا ہوں اور زبان سے دہراتا جاتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ انگلی بھی رکھتا چلا جاتا ہوں۔ تاکہ انگلی بھی عبادت گزار ہو جائے۔ تو جتنی حسیں زیادہ کام کرتی چلی جاتی ہیں۔ ثواب بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح حافظے میں جتنی زیادہ حسیں لگائینگے۔ اتنی ہی زیادہ بات یاد رہے گی۔ جس کام میں

کان۔ آنکھ اور قوت لامسہ

تینوں لگ جائیں وہ زیادہ دیر تک حافظہ میں قائم رہے گی۔ تو جن چیزوں کو انسان کبھی کبھار استعمال کرتا ہے۔ وہی حافظہ میں زیادہ قابل قدر سمجھی جاتی ہیں۔ کیونکہ کبھی کبھار آنے والے انسان کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے۔

دماغ میں ایک بڑی لائبریری

بنی ہوئی ہے۔ جس طرح دنیا میں لائبریریاں ہیں دنیا کی لائبریریاں چھوٹی ہیں۔ لیکن دماغ میں اتنی بڑی لائبریری ہے۔ کہ اربوں ارب کوٹھڑیاں اس میں ہیں۔ ہر چیز جسے انسان دیکھتا ہے۔ یا جسے انسان سنتا ہے۔ اسی وقت حافظہ کے نگران اس چیز کو۔ جسے وہ دیکھتا ہے یا سنتا ہے۔ یا چھوتا ہے۔ یا چکھتا ہے۔ یا سونگھتا ہے۔ فوراً ہر الگ الگ چیز کو الگ الگ کوٹھڑیوں میں رکھ دیتے ہیں۔ غرض ہر بات کے لئے ایک الگ کوٹھڑی موجود ہے۔ فوراً اُسے وہاں رکھ دیا جاتا ہے۔ اور ہر ادنیٰ حرکت جو ہم کرتے ہیں وہاں محفوظ ہوتی چلی جاتی ہے۔ پھر جب ہمیں کسی وقت کوئی خیال آتا ہے۔ مثلاً ہم نے زید کو دیکھا۔ اس کو دیکھتے ہی دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ فلاں کا بیٹا ہے۔ یہ تو ہمارا پرانا واقف ہے۔ ہمارے محلے کا رہنے والا ہے۔ اور ہمیں فلاں جگہ ملا تھا۔ پہلے اس کو ان باتوں کا بالکل خیال نہیں ہوتا۔ لیکن جس طرح ایک افسر جب دفتر میں آتا ہے۔ اور اس کے سامنے مسل پیش ہوتی ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ اس کے متعلق پہلے کاغذات پیش کرو۔ اسی طرح جب زید سامنے آتا ہے۔ تو جو

دماغ کے لائبریرین

ہیں۔ ان کو فوراً حکم دے دیا جاتا ہے۔ کہ اس کی مسل مکمل کر کے پیش کرو۔ اس پر وہ اس کی مسل مکمل کرتے ہیں۔ وہ مختلف خانوں سے جو جو باتیں اس سے متعلق ہوتی ہیں۔ انہیں اکٹھا کرتے ہیں۔ اور اس کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ اور وہ اُسے ملتے ہی کہتا ہے۔ آپ میرے رشتہ دار ہیں۔ مجھے فلاں جگہ ملے تھے۔ آپ کا گھر فلاں جگہ ہے۔ آپ ہماری بیوی کے فلاں رشتہ دار ہیں آپ کی والدہ ہماری خالہ لگتی ہیں وغیرہ وغیرہ حالانکہ زید کو دیکھنے سے پہلے یہ خیالات اس کے ذہن میں نہ تھے۔ مگر سامنے آتے ہی ساری کی ساری مسل مکمل ہو کر پیش ہو جاتی ہے۔ تو جتنے زیادہ حواس کسی چیز کے محسوس کرنے میں استعمال ہوتے ہیں۔ اتنی ہی زیادہ وہ حافظہ میں قائم رہتی ہے۔ کیونکہ اسے لائبریری کی کئی الماریوں میں رکھا جاتا ہے۔ اور لائبریرین کا اسے نکالنا زیادہ آسان ہوتا ہے۔ اگر ایک الماری اس کے ذہن سے نکل گئی ہو تو دوسری الماری اسے اسکے وجود کا پتہ دیدیتی ہے۔ غرض خدا تعالیٰ نے

حافظہ کے متعلق ایک بڑا لطیف اور وسیع قانون

بنایا ہے۔ اور اس قانون سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عام حالات میں سنی ہوئی باتیں ہمیں زیادہ یاد رہتی ہیں بہ نسبت دیکھی ہوئی باتوں کے جس کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے۔ کہ سنی ہوئی بات اپنی اصلی شکل میں قائم رہتی ہے۔ اور دیکھی ہوئی چیز بدلتی رہتی ہے۔ جیسے انسانوں کی شکلیں مکانات سڑکوں وغیرہ کی حالت) میری تقریر کو ہی لے لو۔ اس کا سننا زیادہ اہم ہے پڑھنے سے۔ کیونکہ زیادہ آدمی سننے والے ہیں اور پڑھنے والے تھوڑے ہیں۔ پڑھنے والے اگر بعد میں پڑھ لیں تو پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اکثر حصہ تعلیم یافتہ نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں پڑھے ہوؤں کی اتنی فکر نہیں جتنی ان پڑھوں کی۔ ہمارے ملک میں

چھ فیصدی آدمی پڑھے ہوئے

ہیں۔ اور ۹۴ فیصدی آدمی ان پڑھ ہیں۔ ہمیں چھ فیصدی پڑھے ہوؤں کی اتنی فکر نہیں ہونی چاہیئے۔ جتنی ۹۴ فیصدی ان پڑھوں کی۔ یہ سیدھی اور صاف بات ہے۔ کہ اگر کسی قوم کے ۹۴ فیصدی افراد خراب ہونگے۔ تو چھ فیصدی اس سے بچ نہیں سکتے۔ لکڑی تیرتی ہے اور پتھر ڈوبتا ہے۔ لیکن اگر بڑی لکڑی پر ایک چھوٹے سے پتھر کو رکھ دیں۔ تو وہ بھی تیرتا ہے۔ اور اگر چھوٹی سی لکڑی پر ایک بڑی سل رکھ دیں تو لکڑی بھی ساتھ ہی ڈوب جائیگی۔ تو کثرت قلت کو اپنے ساتھ لے جاتی ہے۔ پس اگر چھ فیصدی آدمی قرآن شریف پڑھ لیں۔ اور اُسے اچھی طرح جان لیں۔ اور ۹۴ فیصدی آدمی، قرآن شریف نہ جانتے ہوں۔ تو روحانی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ جب تک سو فیصدی آدمی قرآن شریف نہ پڑھ لیں اُسے سمجھ نہ لیں۔ اُسے اچھی طرح جان نہ لیں۔ ہم محفوظ نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ باقی ۹۴ فیصدی کو بھی ہم پڑھائیں۔ ان کی سستیوں کو دور کریں۔ اور بار بار کہہ کر اُن کو مجبور کر دیں۔ کہ وہ

قرآن شریف کو سنیں اور یاد کریں

اور ان کی توجہ اس طرف پھیر دیں کہ اُن کے لئے قرآن شریف کا سننا اور یاد کرنا ضروری ہے اس کام کو پورا کرنے کے لئے میں نے اس تحریک کو شروع کیا ہے۔ اور اس دفعہ ۸۰ اسی آدمی آئے ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہونگا۔ کہ ۷۰۔۸۰ آدمی کافی ہیں۔ ہاں وہ ۷۰۔۸۰ آدمی بنیاد کا کام تو دے سکتے ہیں۔ مگر ہمارے لئے مکمل عمارت کا کام نہیں دے سکتے۔ لاکھوں کی جماعت میں سے ۷۰۔۸۰ آدمیوں کا تیار ہو جانا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس کی تو اتنی بھی حیثیت نہیں۔ جتنی آٹے میں نمک کی۔ یہ تو اسی وقت ہمارے کام آ سکتے ہیں۔ جب یہ اپنی جماعتوں میں جا کر جو کچھ انہوں نے پڑھا ہے۔ اُسے ان لوگوں کو پڑھائیں۔ جو پڑھ سکتے ہیں۔ اور باقیوں کو سننے اور یاد کرنے پر مجبور کریں۔ اور اتنا سنائیں کہ ان کو یاد ہو جائے۔ اور اسطرح اُن کو یاد کرائیں کہ ہماری جماعت کے تمام افراد کو قرآن شریف کا علم حاصل ہو جائے۔ آخر ہمیں سوچنا چاہیئے۔ کہ کیا وجہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہتے ہوئے تیرہ ۱۳ یا پندرہ ۱۵ سال کے اندر اندر ایسی جماعت تیار ہو گئی جو

ساری دنیا کی معلم

ثابت ہوئی لیکن ہم پر پچاس سال گذر گئے ہیں۔ لیکن ابھی تک ہم میں وہ تغیر نہیں پیدا ہوا۔ اور نہ ہم سے وہ تغیر پیدا ہوا ہے۔ اگرچہ اسکی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کیلئے انہیں ایک سہولت حاصل تھی۔ کہ جو باتیں اُن کے سامنے کی جاتی تھیں۔ وہ ان کی اپنی زبان میں ہوتی تھیں [illegible] بات سنتے ہوئے اُسے ساتھ ساتھ [illegible] تھے۔ اور یاد رکھتے تھے۔ اُن کیلئے اتنا [illegible] تھا۔ کہ اگر کوئی انسان ان کے کان میں صرف۔ اتنا ہی کہہ دیتا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ تو اُن کی زندگی کے لئے کافی تھا۔ اسلئے کہ ان میں سے ہر ایک جانتا تھا۔ کہ ال کے کیا معنی ہیں۔ وہ جانتا تھا کہ حمد کے کیا معنی ہیں۔ وہ جانتا تھا کہ دال کے اوپر جو پیش ہے اسکے کیا معنی ہیں وہ یہ بھی جانتا تھا۔ کہ اللہ جسکے آخر میں لا ہے اور جسکی ہ کے نیچے زیر ہے۔ اسکے کیا معنی ہیں۔ وہ جانتا تھا کہ الرحمٰن میں ال کیا کہتا ہے۔ اور رحمٰن کیا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا۔ کہ الرحیم کا ال کیا کہتا ہے۔ اور رحیم کیا کہتا ہے۔ اور الرحیم کے نیچے جو زیر ہے وہ کیا کہتی ہے۔ وہ یہ سب کچھ جانتا تھا۔ اس لئے اس کیلئے الحمد کے الفاظ کا سننا ہی کافی ہو جاتا تھا۔ مگر ہمارے ملک کے لوگ جو عربی زبان سے بکلی ناواقف ہیں۔ اُن سے بسم اللہ کی "ب" سے لیکر والناس کی "س" تک قرآن سن جاؤ۔ اگر انہوں نے ناظرہ پڑھا ہوا ہے یا قرآن حفظ کیا ہوا ہے تو وہ سب کچھ سنا دینگے لیکن یہ نہ جانتے ہونگے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ سمجھتے کچھ بھی نہیں بلکہ جو کچھ یاد ہے یا جو لفظ پڑھے ہوئے ہیں انہیں دہراتے چلے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عرب والوں میں صرف سورہ فاتحہ جو تغیر پیدا کر سکتی تھی ہماری جماعت میں سارا قرآن وہ تغیر پیدا نہیں کر سکتا اسلئے کہ اس جماعت کے اکثر افراد قرآن کریم کے معنے نہیں جانتے اب اسکا علاج دو ہی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ یا تو ہم ان کو قرآن تک لیجائیں یعنی انکو عربی پڑھا دیں۔ تا وہ قرآن کو سمجھ سکیں۔ اور اگر یہ نہیں تو قرآن کو ان تک لیجائیں یعنی اسکا ترجمہ ان کو سنائیں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

109

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ان [illegible] والوں کے جسم تو کوئی تغیر نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی کوئی

روحانی عظیم الشان تغیر

کر سکتے ہیں۔ ہمارے اندر جو کمزوریاں اور غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ ان کی یہی وجہ ہے۔ کہ ابھی تک ہم پر قرآن شریف کے معانی نہیں کھلے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جب اسلام باہر کے ملکوں میں پھیلا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے تو ان کے لئے یہی مشکل پیش آئی کہ وہ نمازیں کس طرح پڑھیں۔ قرآن کس طرح پڑھیں جبکہ ان کو عربی ہی نہیں آتی۔ اس دقت کو دیکھ کر

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فتویٰ دیا

کہ گو نماز کو اصلی صورت میں پڑھنا زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ لیکن جو قرآن شریف نہیں پڑھ سکتے۔ اور نماز بھی عربی میں نہیں پڑھ سکتے۔ وہ قرآن کا ترجمہ پڑھ لیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ نماز کا بھی اپنی زبان میں ترجمہ کر لیں۔ اور اسے یاد کر لیں۔ اور نماز میں پڑھا کریں۔ غرض ایک تو وہ لوگ تھے کہ وہ جب الحمد للہ رب العالمین پڑھتے تھے تو جانتے تھے۔ کہ اس کے کیا معنے ہیں۔ وہ جانتے تھے۔ کہ الرحمٰن الرحیم کے کیا معنے ہیں۔ لیکن ایک آجکل کے لوگ ہیں جو مسلمان تو ہیں لیکن قرآن شریف کو نہیں جانتے۔

اسلام سے محض ناواقف

ہیں۔ ان دونوں کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک شخص وہ ہے جو ٹرنک کھولتا ہے۔ اور اس میں سے کپڑے نکال کر دیکھتا ہے۔ کہ یہ پاجامہ ہے یہ قمیص ہے۔ یہ کوٹ ہے یہ پگڑی ہے اور ایک اور انسان ہے وہ ایک ٹرنک جس کو تالا لگا ہوا ہے اس پر ہاتھ پھیر لیتا ہے۔ کیا ان دونوں میں کوئی نسبت ہو سکتی ہے

جس شخص کو قرآن شریف کے معنے نہیں آتے

اس کی مثال تو ویسی ہے جیسے ٹرنک پر ہاتھ پھیرنے والا انسان۔ اس کو نہ کپڑے دیکھنے اور نہ استعمال کرنے کی توفیق ہوئی۔ نہ اس نے ہاتھوں سے ان کپڑوں کو ٹٹولا۔ نہ اس کے جسم نے انہیں پہنا۔ اور نہ ہی پہن سکتا ہے کیونکہ ٹرنک کو تالا لگا ہوا ہے۔ ایسے شخص کی مثال اس شخص کی مثال کی طرح کس طرح ہو سکتی ہے جس کے پاس اس ٹرنک کی چابی ہے۔ وہ چابی سے تالا کھولتا ہے کپڑے پہنتا ہے۔ اور اس سے اپنے جسم کو ڈھانکتا ہے۔ اور اسے خوشنما بنا کر دوستوں کو دکھاتا ہے۔ ان دونوں میں تو کوئی نسبت ہی نہیں۔ تو جب تک قرآن شریف کو ہم کھول کر لوگوں کے سامنے نہیں لے آتے اور جب تک لوگوں کو اس سے اچھی طرح واقف نہیں کرا دیتے۔ اس وقت تک یہ سمجھ لینا کہ ہم کوئی تغیر پیدا کر لیں گے۔ غلط ہے۔ اور

ہماری حالت اس برہمن کی سی ہے

جس کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ وہ ایک دن جبکہ بہت زیادہ سردی تھی نہانے کے لئے دریا پر گیا۔ زیادہ سردی کی وجہ سے وہ راستہ میں ٹھٹھر رہا تھا۔ اور ڈر رہا تھا۔ کہ اگر دریا میں نہایا۔ تو بیمار ہو جاؤنگا۔ لیکن چونکہ ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ برہمن کو ضرور روزانہ دریا پر (اگر دریا پاس ہو) نہانا چاہیئے۔ اس لئے باوجود سخت سردی کے وہ دریا کیطرف چل دیا۔ جب وہ دریا کیطرف جا رہا تھا۔ تو راستہ میں اسے کوئی دوسرا برہمن آتا ہوا نظر آیا۔ اس کو دیکھ کر اس نے کہا کیا کریں۔ آج تو نہایا نہیں جاتا بڑی سردی ہے۔ تم نے کیا کیا۔ دوسرے برہمن نے جواب دیا۔ کہ میں نے تو یہ کیا کہ

ایک کنکر اٹھا کر دریا میں

پھینکا اور کہا۔ "تورا اشنان سو مورا اشنان" یعنی تیرا نہانا میرا نہانا ہو گیا۔ میں یہ کہہ کر واپس آ گیا۔ اس پر وہ برہمن کہنے لگا۔ "تورا اشنان سو مورا اشنان" یہی بات ہے تو پھر تیرا نہانا میرا نہانا ہو گیا۔ یعنی کنکر کا نہانا ایک برہمن کا نہانا ہو گیا۔ اور اس برہمن کا نہانا اس دوسرے برہمن کا نہانا ہو گیا۔ یہی اس وقت کے لوگوں کی حالت ہے۔ جب کسی سے کوئی اس کے مذہب کے متعلق سوال کرے تو کہہ دیتے ہیں۔ ہمارے مولوی صاحب خوب جانتے ہیں۔ گویا ان کے

دماغوں کو زنگ لگ چکا ہے

اور وہ بے کار ہو چکے ہیں۔ قرآن شریف کا جاننا تو الگ رہا۔ ان کی حالت تو اس شخص کی طرح ہے۔ جو صرف ٹرنک پر ہاتھ پھیر لیتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں نے سب کچھ دیکھ لیا۔ اور پا لیا میں جس وقت حج کے لئے گیا۔ تو

میاں عبد الوہاب صاحب

ایک شخص سہارنپور کے رہنے والے تھے وہ بھی حج کے لئے گئے ہوئے تھے۔ وہ چونکہ بہت ہی سیدھے سادھے آدمی تھے۔ اس لئے لوگ ان سے مذاق کرتے تھے۔ ان کے پاس تھوڑے سے روپے تھے۔ جو ان کے لڑکوں نے ان کو دیئے تھے کچھ شرارتی لوگ تھے وہ چاہتے تھے کہ وہ روپیہ ان سے لے لیں۔ میں مصر کے راستہ سے گیا تھا۔ اور ہمارے نانا صاحب میر ناصر نواب صاحب مرحوم جو جہاز سیدھا عرب جاتا ہے۔ اس میں گئے تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ لوگ ان سے مذاق کرتے ہیں۔ اور ان سے روپیہ لوٹ لینا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے ان کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ وہ جہاز سے اترے۔ اور مجھ سے ملے۔ تو میاں عبد الوہاب صاحب ان کے ساتھ تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ بڑا سادہ آدمی ہے۔ اور اس کی سادگی کی وجہ سے کچھ شرارتی لوگ اس کو لوٹنا چاہتے تھے۔ اس لئے اس کو میں نے اپنے ساتھ لے لیا۔ میں نے دیکھا کہ واقعی وہ

بڑا سادہ آدمی

تھا۔ قرآن شریف کا ان کو کچھ پتہ نہیں تھا۔ نماز انہیں نہیں آتی تھی۔ میں حیران تھا۔ کہ جب ان کو دین کا کچھ علم ہی نہیں۔ تو آخر وہ کس طرح یہاں آئے۔ میں نے ان سے پوچھا۔

آپ کا مذہب کیا ہے

یہ سوال کر کے میں منٹ بھر خاموش انتظار کرتا رہا۔ جب انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو میں سمجھا۔ کہ شاید سنا نہیں۔ پھر میں نے اسی سوال کو اونچی آواز سے دہرایا۔ کہ میاں عبد الوہاب تمہارا مذہب کیا ہے۔ وہ کہنے لگے جلدی نہ کرو۔ سوچ کر جواب دیتا ہوں۔ مجھے یہ بات عجیب معلوم ہوئی۔ کہ سوچنے کا کیا مطلب۔ جواب تھوڑا ہی ہے۔ کہ شرطیں دے رہے ہیں۔ میں نے کہا میاں عبد الوہاب میں نے تو مذہب پوچھا ہے۔ سوچنے والی بات کیا ہے۔ وہ کہنے لگے یونہی نہ گھبرا دیا کرو ذرا سوچ تو لینے دو۔ پھر میں نے کہا اس کا تو ہر ایک کو پتہ ہوتا ہے۔ کہ اس کا مذہب کیا ہے۔ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ کہنے لگے واپس جاؤں گا۔ تو ملا سے لکھوا کر بھیجوں گا۔ میں نے کہا میں ملا کا مذہب نہیں پوچھ رہا۔ آپ کا مذہب پوچھ رہا ہوں۔ پھر کہنے لگے ٹھہر جائیں۔ ذرا سوچ تو لینے دیں۔ آپ تو گھبرا دیتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد سوچ سوچ کر کہنے لگے

میرا مذہب ہے علیہ

میرے ذہن میں نہ آیا۔ کہ علیہ کا کیا مطلب ہے۔ میں نے کہا کہ علیہ تو آج تک کوئی مذہب نہیں سنا۔ پھر انہوں نے کہا تم تو گھبرا دیتے ہو۔ سوچنے نہیں دیتے۔ خیر تھوڑی دیر تک علیہ علیہ کرتے کہنے لگے۔ میرا مذہب ہے علیہ امام ہے۔ اس وقت میرا ذہن اس طرف گیا۔ کہ علیہ امام سے مطلب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ تب میں نے جان کر انہیں چڑانا شروع کیا۔ کہ بتائیے آپ کا مذہب کیا ہے چپ کیوں ہیں۔ اس پر وہ پھر کہنے لگے میں نے جو کہا ہے ملاں سے لکھوا دوں گا۔ میں نے پھر کہا کہ میں ملاں کا مذہب نہیں پوچھتا۔ آپ کا پوچھتا ہوں۔ آخر بڑا سوچ سوچ کر انہوں نے کچھ اس قسم کا فقرہ کہا رحمۃ اللہ امام علیہ۔ اس پر میں نے کہا میاں عبد الوہاب آپ کے یہاں آنے کا کیا فائدہ تھا۔ آپ خواہ مخواہ اس بڑھاپے

حج کے لئے

چلے آئے۔ آپ کو تو اسلام کا کچھ بھی پتہ نہیں وہ بڑے غصہ میں آ کر بولے۔ میرے بیٹوں نے مجھے مجبور کیا کہ ابا جا کر حج کر آؤ۔ تب ہم خوش ہونگے۔ مجھے کیا پتہ حج کیا ہوتا ہے۔ جب مسلمانوں کی یہ حالت ہو۔ تو کیا اس پر یہ امید کی جاتی ہے۔ کہ

خدا اور اس کے رسول کی حکومت

دنیا میں قائم ہوگی۔ جس شخص کو یہ پتہ نہیں کہ خدا اور رسول کیا چیز ہے۔ وہ خدا اور رسول کی کیا حکومت قائم کر سکتا ہے۔ وہ تو جب بھی قائم کرے گا اپنے نفس کی حکومت قائم کریگا۔ تو قرآن شریف جانے بغیر اور اس کو سمجھے بغیر خدا کی حکومت قائم نہیں ہو سکتی ہماری قربانیاں بے شک قابل قدر ہیں۔ ہمارے چندے بھی بے شک قابل قدر ہیں۔ اور ہماری تبلیغ بھی قابل قدر ہے۔ مگر ہم کس چیز کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ خدا اور اس کے رسول کی حکومت کو۔ مگر خدا اور اس کے رسول کی حکومت بغیر قرآن شریف سمجھے قائم نہیں ہو سکتی۔ ہمیں کیا پتہ ہے۔ کہ جس وقت اسلام کا جھنڈا گاڑا جائے گا۔ اس وقت کون زندہ ہوگا۔ ہمیں کیا پتہ ہے۔ کہ اگر ہم زندہ بھی ہوں گے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تو اسلام کا جھنڈا گاڑنے کی توفیق ہمیں ملیگی یا کسی کو۔ کیونکہ ہر انسان ہر جگہ موجود نہیں ہوتا۔ پس کیا معلوم کہ جسے

اسلام کا جھنڈا گاڑنے کی توفیق

حاصل ہوگی وہ کون سا ہاتھ ہوگا۔ اگر ان انسانوں کو جو ہمارے قائم مقام ہونگے۔ اگر ان کے زمانہ میں جھنڈا اگڑا۔ یا اس جگہ پر جہاں جھنڈا گاڑا گیا۔ جو ہمارا قائم مقام ہوا اگر اس کو قرآن شریف کا پتہ نہیں ہوگا۔ تو اس نے کیا کرنا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہوگی۔ جیسے کہتے ہیں کہ

ایک پٹھان تھا

اس کو خواہش پیدا ہوگئی۔ کہ کسی کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناؤں اسی گاؤں میں جس میں وہ رہتا تھا ایک بنیا تھا۔ ایک دن اسے اکیلا دیکھ کر اسے جوش آگیا۔ اس نے اسے پکڑ لیا۔ اور کہا کلمہ پڑھ نہیں تو مارتا ہوں۔ اس نے کہا میں کلمہ کس طرح پڑھوں۔ میں تو مسلمان نہیں ہوں۔ کہنے لگا خو مسلمان ہے یا نہیں۔ آج تم کو کلمہ ضرور پڑھوانا ہے۔ کیونکہ تمکو مسلمان کرکے میں نے جنت میں جانا ہے۔ لالہ نے بڑی منتیں کیں اور ٹالتا رہا۔ کہ شاید اس عرصہ میں کوئی دوسرا آدمی آجائے۔ اور میرا چھٹکارا ہو۔ مگر اتفاق کی بات کہ اس وقت کوئی دوسرا وہاں نہ پہنچا۔ بزدل آدمی کو جان زیادہ پیاری ہوتی ہے۔ جب دیکھا کہ اتنی دیر سے کوئی نہیں آیا تو کہنے لگا اچھا تم کلمہ بتاتے جاؤ میں پڑھتا جاتا ہوں۔ پٹھان نے کہا خو تم آپ پڑھو۔ بنیے نے کہا۔ میں ہندو ہوں مجھے کلمے کا کیا پتہ اس پر پٹھان بولا

خو تمہارا قسمت بڑا خراب ہے

کلمہ تو مجھ کو بھی نہیں آتا۔ نہیں تو آج تم مسلمان ہو جاتا۔ اور ہم جنت میں چلا جاتا۔ یہی قرآن نہ جاننے والوں کی حالت ہے۔ اس حالت میں کیا چیز ہے۔ جو ہم دنیا کے سامنے لے کر جانا چاہتے ہیں۔ اگر ہم بھی قرآن شریف جو خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کی طرف پیغام ہے۔ اس کو نہیں جانتے۔ اگر ہمیں اس کا کچھ علم ہی نہیں۔ اور اس کی بجائے ہم اپنی باتیں دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ ہم دنیا میں کامیاب ہو جائینگے۔ تو یہ

غلط بات اور لغو

خیال ہے۔

امریکہ میں مذہب

انگریزی مسلم سن رائز امریکہ کے ایک مضمون کا جو ایک عیسائی کا لکھا ہوا ہے ملخص ناظرین کے مطالعہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ لکھا ہے۔

"لوگ گرجوں کی طرف امریکہ میں پوری توجہ دے رہے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ اضلاع متحدہ میں نصف سے کم آبادی گرجوں کی برائے نام ممبر ہے۔ جو ممبر ہیں ان میں سے تقریباً ۱/۴ حصہ مقررہ اتوار کے دن گرجے میں جاتا ہے۔ یعنی ساری آبادی کے چھ میں سے ایک۔ امریکہ کا ہر شہری اس کی بیوی اور اس کے بچے چرچ کے متعلق کوئی خاص مذہبی جذبہ اور جوش نہیں رکھتے۔

چرچ کو امریکنوں پر جس قدر مذہبی تسلط حاصل ہے۔ اس کے متعلق حقیقت معلوم کرنی ہو۔ تو بری اور بحری فوجوں میں پادریوں سے پوچھنا چاہئے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ وہاں ایسے پادری ہی نہیں جو مذہبی جوشیلی لمبی کہانیاں لوگوں کو سنائیں ان کے دلوں میں چرچ سے کوئی انس نہیں ہے۔ اور اکثر پادری جو تعلیم یافتہ اور معزز ہیں انہوں نے حال ہی میں اپنے دوستوں کو اس قسم کے خطوط لکھے ہیں۔ کہ

"We are shocked by the almost complete back of interest in Christ or christainity which we observe in men and women we minister, They simply do not care or know what christainity or any other. religion is or Teaches.

یعنی ہم کو اس بات کی لرزہ براندام کر دینے والی تکلیف ہے۔ کہ تمام لوگ مسیح یا مسیحیت کے متعلق بالکل کورے ہیں۔ وہ پرواہی نہیں کرتے اور جانتے ہی نہیں کہ مسیحیت کیا ہے۔ یا کوئی اور مذہب کیا ہے۔ یا کیا تعلیم دیتا ہے۔ پالٹیکس۔ تعلیم۔ شادی اور طلاق کے قانون۔ شراب یا صنعتی جھگڑے کس طرح طے ہوں۔ تجارتی کاروبار میں چرچ کوئی صحیح راہنمائی نہیں کرتا۔

صاف بات تو یہ ہے۔ کہ مذہب اس ملک میں عموماً تفریح طبع سے زیادہ اور کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ چرچ کو ملکی قانون میں معمولی حیثیت بھی حاصل نہیں ہے۔ لیکن ہر قانون کو مذہب کے مقابلہ میں پیش کرنے کا امریکنوں میں بہت جوش اور جذبہ ہے۔

رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ اپنے حقوق ملک میں قائم کرنے کے دعویدار ہیں۔ لیکن اکثر چرچ کے ممبر چرچ کو پرائیویٹ کلچر کلب تصور کرتے ہیں۔ یا بپتسمہ شادی اور مرگ کے لئے عمدہ جگہ سمجھتے ہیں۔ عام لوگ مذہب سے بیزار آزاد زندگی بسر کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

میں چاہتا ہوں۔ کہ اس ملک میں سچے پادری جاگ اٹھیں۔ اور خدا کے نام کے لئے لڑائی کریں۔ یا چرچ بلڈنگس کو چھوڑ دیں۔ امریکن اس وقت مذہب کی طرف متوجہ ہونگے۔ جب حقیقی زندگی کا راز ان پر کھولا جائیگا۔

میں چاہتا ہوں۔ کہ چرچ زیادہ تعلیمی کام کرے۔ اور زبانی جمع خرچ اور خطابت میں کم وقت خرچ کیا جائے۔ امریکہ میں یہ خیال عام ہے کہ صرف یہی دنیا ہے۔ اور اسکی ضروری اشیاء مثلاً تفریح طبع۔ تحریکیں۔ تحسین۔ اور دنیاوی ملاقات ہیں۔ ہم کو اپنے مادی علم اور دماغی خیالی دکھنا چاہئے۔ ہزارہا لوگ جنگ سے جاگ اٹھے ہیں۔ اب بہت سے لوگ کمانے۔ کھانے اور پادری بننے کو عیب سمجھنے لگ گئے ہیں۔ عام لوگ اور ان کی اولادیں صحیح علم حاصل کرنے۔ اور مذہبی زندگی حاصل کرنے کی تمنی ہیں۔ لیکن چرچ ان کی صحیح معنوں میں راہنمائی نہیں کرتا۔ کیتھولک بھی کامیاب نہیں ہوا ہے۔ بچوں کو بائبل کے بعض حصے حفظ کرائے جاتے ہیں جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کو مسیح کی تصویر لمبے بالوں والی اور فرسودہ باتیں کرتے ہوئی دکھائی جاتی ہے بجائے اس کے کہ طالبعلموں کے لئے بنیادی انقلابی پیغام اور تحریکوں کے لئے کوئی آرام دہ بات پیش کی جائے۔

امریکن چرچ بچوں کو تعلیم نہیں دیتا۔ اور بالغوں کے لئے ہزاروں میں سے ایک کے لئے بھی مذہبی تعلیم کا انتظام نہیں کرتا۔ صرف اتوار کا صرف ہی ہے۔ اس لئے ہم مذہبی ناخواندہ جاہل قوم ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ہر جگہ کے لوگ اپنے آپ کو ایسے طریق سے منظم کریں کہ وہ آسانی سے مکمل تعلیم حاصل کرسکیں۔

اخیر پر میں چاہتا ہوں۔ کہ چرچ کو اپنا بھولا ہوا اگر عقیدہ یاد دلاؤں یعنی یہ سیکھنا چاہئیے کہ خدا کی عبادت روح کے ساتھ اور سچائی کے ساتھ کس طرح کرتے ہے۔ آج یہ عام خیال ہے۔ کہ نہ تو پادری اور نہ ہی عام لوگ فی الحقیقت خدا کو مان رہے ہیں۔ اگر مانتے تو وہ زیادہ منکسر المزاج۔ رحمدل اور سادہ عابد ہوتے۔ عام چرچ سروس پوری مذہبی سروس نہیں ہے۔ موجودہ گرجے گرتے جاتے اور ناقص ہوتے رہے ہیں۔ خواہ وہ عام لوگوں کی صحیح راہنمائی نہ کریں۔ لیکن خدا کا گرجا بند نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ لوگوں کو خدا کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ اور خدا کی محبت نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔

محمد ابراہیم واقف زندگی

کیا ہر شخص "امانت تحریک جدید" میں روپیہ جمع کرا سکتا ہے

(۱) اگر آپ تاجر ہیں۔ اور کاروبار کا روپیہ "امانت تحریک جدید" میں رکھیں۔ اور جب آپکو ضرورت ہو "امانت تحریک جدید" کے سیکرٹری کے نام تحریری درخواست بھیجکر اپنا روپیہ منگوا لیں۔ "امانت تحریک جدید" روانگی کے اخراجات اپنے پاس سے ادا کریگی۔ پس آپ "امانت تحریک جدید" میں آج ہی سے اپنا روپیہ رکھنا شروع کریں۔ (۲) اگر آپ ملازم ہیں۔ اور پس انداز کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ امانت تحریک جدید میں اپنا حساب کھلوالیں۔ اور اس میں ماہوار یا جیسی صورت ہو۔ روپیہ جمع کرتے جائیں۔ پھر جب ضرورت ہو۔ واپس لے سکتے ہیں۔ (۳) حضور ایدہ اللہ کا ہر احمدی کے متعلق ارشاد ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ پس انداز کرے۔ اور وہ رقم "امانت تحریک جدید" میں جمع کرتا جائے کیا آپ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل کر رہے ہیں؟ ورنہ آج سے ہی شروع کریں۔ (۴) "امانت تحریک جدید" وہ ہے۔ جس نے احرار کی شکست فاش میں "خصوصی" کام کیا۔ اور باوجود اس کے ہر امانت دار کا روپیہ محفوظ رہا۔ پس تحریک جدید میں روپیہ امانت رکھنے سے آپکو ثواب بھی ہوگا۔ اور آپ کا روپیہ محفوظ بھی ہوگا۔ واپسی کے وقت [illegible]

Digitized By Khilafat Library Rabwah

جاپان کا "مصنوعی خدا"

(۱)

دنیا کی حکومتوں میں جاپان کا طرزِ حکومت بالکل جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ جاپان ایک بہت بڑا جزیرہ ہے۔ جس کا حکمران ایک ایسا شخص ہے۔ جس کو جاپانی لوگ "معبود" تصور کرتے ہیں۔ شہنشاہ "ہیروہیٹو" ایک ایسے خاندان سے ہے۔ جو ہزاروں سال سے جاپان پر حکومت کر رہا ہے۔ وہاں کے لوگ عقیدتاً اسے الوہیت کا جانشین سمجھتے ہیں۔ اور اس کے لئے جان تک قربان کر دینا اپنے لئے دائمی راحت کا باعث! بادشاہ کے رحم و کرم اور جبر و قہر کو خدائی رحم اور قہر کی حیثیت دی جاتی ہے۔ اسی معبودانہ تصور کے قیام کے لئے جاپانیوں نے اپنی شکست تسلیم کرتے وقت یہ شرط پیش کی تھی۔ کہ ان کے شہنشاہ کے وجود کو قائم رکھا جائے۔

(۲)

یہ "شہنشاہ" جس کا خاندان ہزاروں سال تک حشمت و اقتدار کے ساتھ جزائر جاپان اور جاپانی لوگوں کے دل و دماغ پر حکمران رہا۔ آج اتحادی طاقتوں کے سامنے بے بس وجود کی حیثیت رکھتا ہے۔ اتحادیوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ صرف اسی قدر حقوق ہی اس کو دیں۔ جو ان کی منشاء اور مفاد کے مطابق ہوں۔ یہ شہنشاہ جس نے جاپانیوں کو ایشیا کی سب سے عظیم طاقت بنایا تھا۔ جس نے جاپانیوں کو مشرق اقصیٰ میں ایک نئے نظام کے تخیلات سے مسحور کئے رکھا۔ آج اس کے سحر کا تار و پود بکھر چکا ہے۔ یہ شہنشاہ جس کی ہستی کے سامنے بڑوں بڑوں کو حقیر سمجھا گیا۔ آج مجبور ہے کہ جنرل میکارتھر سے ملاقات کی خود درخواست کرے۔ اور منظور ہونے پر خود آ کر ملے۔ آج جاپانی قوم باحسرت و یاس اس کو دیکھ رہی ہے۔ کہ ان کی تمام امیدیں خاک میں مل گئی ہیں۔ عظیم الشان سلطنت کے قیام کا خواب افسانہ بن کر رہ گیا ہے۔ عظیم ترین "مشرقی نظام" کا تخیل مردہ ہو چکا ہے۔ ع

اے بسا آرزو کہ خاک شُد

جاپان کا شہنشاہ جس کے متعلق وہ سمجھتے تھے کہ وہ ان کو سب کچھ دے سکتا ہے۔ آج ان کا یہ "مصنوعی خدا" ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔

(۳)

مادی دنیا اس عظیم الشان انقلاب کی وجہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ قرار دے۔ مگر خدا تعالیٰ برحق پر یقین کامل رکھنے والی جماعت احمدیہ کے لئے تو یہ بات بالکل واضح اور مبرہن ہے۔ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے اٹھالیس سال پہلے "معبودِ حقیقی" سے خبر پا کر فرمایا تھا۔ کہ:-

"اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہ کرے گا۔" (تذکرہ صفحہ ۷۲۶)

اٹھالیس سال پیشتر کون کہہ سکتا تھا۔ کہ جاپان اس قدر بڑی طاقت بن جائے گا۔ کہ کوریا۔ چین کا بیشتر حصہ۔ سیام۔ ہند چینی۔ جاوا۔ سماٹرا۔ فلپائن۔ نیو گنی۔ ملایا اور برما وغیرہ سب اس کے زیر اقتدار آ جائیں گے۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کا یہ عظیم الشان نشان اور زیادہ شاندار چمکار دکھلائے گا۔ سچے خدا کی تجلی ظاہر ہوگی اور اس کے سامنے اس حقیر فانی "مصنوعی خدا" کا وجود بیکار محض اور بے حیثیت۔ بے کس۔ بے بس اور بے سرو سامان ہو کر رہ جائے گا۔ جاپانی قوم جس شخص پر آس لگائے امیدوں کے قصر تعمیر کر رہی تھی۔ وہ ان کے کسی کام نہ آ سکے گا۔ ہزاروں ہزار میلوں میں پھیلی ہوئی وسیع سلطنت جس میں سینکڑوں جزائر شامل تھے۔ ایکا ایکی بیت العنکبوت کی طرح ختم ہو جائیگی۔ آخر ایسا کیوں نہ ہوتا۔ کہ خدائے یگانہ نے اپنے پیارے مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے اس کی پہلے سے خبر دی تھی۔ کہ:-

"اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہ کرے گا۔"

یقیناً اللہ تعالیٰ کی ذات ہی برحق ہے۔ اور موجودہ انقلاب عظیم اس کے وجود کا بہت واضح ثبوت!

(۴)

یہ کیوں ہوا؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہی الفاظ میں "یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی۔ اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے۔" (تذکرہ صفحہ ۷۲۶)

یہ پیشگوئی اپنی مختلف شانوں اور تجلیوں کے ساتھ پوری ہوتی رہے گی۔ لیکن جس جہت سے اب اس کی تجلی ظاہر ہوئی ہے۔ وہ دنیا والوں اور جزائر کے رہنے والوں کے لئے عبرت کافی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ نجات اسی میں ہے۔ کہ اب حقیقی الٰہ العالمین کے آستانہ پر جھکیں۔ ایک فانی اور بے بس مصنوعی خدا کے بعد اب "تثلیثی اقتدار" بھی جاپان کو کوئی روحانی فائدہ نہ دے سکے گا۔ پس جزائر کے رہنے والوں کے لئے بالخصوص اور ساری دنیا کے لئے بالعموم مقام فکر ہے۔ اب ان سب کے لئے وقت ہے۔ کہ وہ اس واحد لاشریک کی ہستی کو دل سے تسلیم کریں۔ جس کو کامل توحید کے ساتھ صرف اور صرف اسلام ہی پیش کرتا ہے۔ اسلام کے سوا اس جامع جمیع کمالات ہستی کا روشن جلوہ کہیں نظر نہ آئیگا۔ دنیا کے لئے روشنی اور امید کا پیغام صرف اسلام ہی ہے۔ جسے احمدیت ہی حقیقی طور پر پیش کرتی ہے۔ اور اس کے باہر کامل تاریکی اور ظلمت ہے۔ دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ خدائے قدوس کے ان کلمات نے اس حقیقت پر واضح مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ کہ:-

"اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہ کرے گا"

(خاکسار خلیل احمد ناصر از کلکتہ)

نظارت دعوۃ و تبلیغ کے زیر اہتمام اندرون ہند کے مختلف علاقہ جات میں تبلیغ احمدیت

کوئٹہ (بلوچستان)

مولوی غلام احمد صاحب فرخ مبلغ ۱۶ر اگست سے ۱۵ر ستمبر کی تبلیغی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ اس عرصہ میں سات تبلیغی و تربیتی لیکچر دیئے۔ اور سات خطبات جمعہ پڑھے۔ ۱۳۲ اصحاب کو بذریعہ ملاقات تبلیغ احمدیت کی۔ درس قرآن مجید مردوں اور عورتوں میں دونوں جگہ باقاعدہ جاری رہا۔ مرکزی چندہ جات کی وصولی کے لئے کوشش کی احباب جماعت کو منظم کیا۔ انصار اللہ و خدام الاحمدیہ کے اراکین کو تقریریں کرنے کی مشق کرائی گئی۔ دیگر تحریکات میں مناسب رنگ میں احباب جماعت کو تلقین کی۔

علاقہ سندھ

ڈاکٹر احمد دین صاحب پراونشل سکرٹری تبلیغ صوبہ سندھ جولائی کی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ سندھ کی اہم جماعتوں کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اکثر جماعتوں نے علاوہ عام تبلیغ کے یوم التبلیغ ۱۵ر جولائی کو خاص طور پر تبلیغ کی۔ اس ماہ میں ۴۶۸ نفوس کو تبلیغ کی۔ یہ تبلیغ ۵۰ مقامات پر ہوئی۔ ۷ کتب اور ۲۰۹ ٹریکٹ تقسیم کئے۔ تین افراد نے بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے۔ بعض جماعتیں رپورٹ بھجوانے میں سستی سے کام لیتی ہیں۔ ان کو باقاعدگی کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

شملہ

محمد مقبول الٰہی صاحب سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ شملہ گذشتہ سہ ماہی (ماہ جون۔ جولائی اور اگست) کی رپورٹ میں لکھتے ہیں:۔ احباب جماعت اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت دعاوی اور تعلیم کے متعلق تبلیغ کرتے ہیں۔ اخبارات سلسلہ دوسروں کو دیتے ہیں۔ بعض غیر احمدی اصحاب کے نام "الفضل" خطبہ نمبر جاری کرایا ہوا ہے۔ شملہ کانفرنس کے دنوں میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ اردو و انگریزی میں تقسیم کیا گیا۔ مرکز سے آمدہ اصحاب کی اس بارہ میں مدد کی گئی۔ دیگر مسلمہ خطبات بھی بڑے بڑے عمائدین کو تقسیم کئے گئے۔ شملہ یوم التبلیغ کے موقعہ پر مرکز سے آمدہ ٹریکٹ تقسیم کئے۔ احباب نے زبانی بھی غیر احمدیوں سے تبلیغی گفتگو کی۔ بعض احباب گھر پر دعوت دیکر انہیں پیغام حق پہنچایا۔ سلسلہ کی کتابیں اور لٹریچر پڑھنے کے لئے کثرت سے دیا جاتا ہے۔ پڑھنے کے بعد دوستوں کو اس طریق کو وسعت دی جا رہی ہے۔ خدام الاحمدیہ کے آمدہ واقفین ایام برائے تبلیغ کے ساتھ بعض خدام احباب نے بھی مل کر تبلیغ کی۔ ۳۰ر اگست کو ایک مناظرہ شملہ کی ایک سوسائٹی کی طرف سے منعقد کیا گیا۔ جس میں موضوع زیر بحث "ہندوستان میں مذہب برکت کی نسبت لعنت ثابت ہوا ہے" رکھا گیا۔ مکرم ماسٹر عبد الرحمن صاحب بنگالی بی۔ اے بی۔ ٹی۔ ایل۔ ایل۔ بی کی سرگرم مساعی سے جماعت کو اور فاک رکو مذہب کی برکات ثابت کرنے کے حق میں تقاریر کرنے کا موقعہ میسر آیا۔ اور محض خدا تعالیٰ کے فضل سے فیصلہ رائے عامہ کی طرف سے مذہب کے برکات کے حق میں ہوا۔ اور مذہب کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوشش خدا کے فضل سے ناکام رہی۔ بعض معاندین کے اعتراضات کے تحریری جواب دیئے گئے۔ تبلیغی لحاظ سے جماعت میں کسی قدر بیداری پائی جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے حالات کے پیش نظر باوجود دقتوں کے تبلیغ کا کام احباب جماعت اپنا اہم فرض سمجھ کر سرانجام دینے میں کوشاں ہیں۔

کیرنگ (اڑیسہ)

ناظر خاں صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کیرنگ ضلع پوری ماہ اگست کی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ مختلف اصحاب کو روزانہ تبلیغ باقاعدہ کی گئی۔ بعض اصحاب احمدیت کے بہت قریب ہیں۔ اور بعض نے تحقیق کر کے احمدی ہونے کا وعدہ بھی کر رکھا ہے۔ علاوہ زبانی تبلیغ کے لٹریچر بھی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

جناب مرزا گل محمد صاحب کی وفات

اذکروا موتاکم بالخیر

مکرم مرزا گل محمد صاحب مرحوم کے والد جب فوت ہوئے تھے اس کے بعد میرا ان سے تعارف ہوا۔ ۱۹۱۸ء میں جب تعلیم الاسلام قائم تو تربیت کی خدمت کا کچھ کام میرے سپرد ہوا۔ اس سلسلہ میں تین نوجوان تھے جو ذہین و فہیم مگر آزادہ رو تھے۔ ان میں مرزا گل محمد صاحب کو میں نے ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب نومسلم کی دو کتابیں جن میں اسلام و احمدیت کے متعلق سوال و جواب تھے سبقاً پڑھائیں۔ پھر جب ان کو شوق و ذوق ہو گیا تو احمدیت کے مسائل خصوصی پر اسباق زبانی شروع کئے۔ جن کے ذریعہ وفات مسیح ناصری صداقت مسیح موعود پیشگوئیاں وغیرہ مسائل پر پوری پوری واقفیت بہم پہنچائی۔ ہر سبق ایک ایک ہفتہ رہتا۔ یہ تینوں نوجوان ایک دو گھنٹے روز التزام کے ساتھ یہ معلومات حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ اکثر حصے ازبر ہو گئے۔ ایک مخالف مولوی صاحب تھے۔ ان کو مناظرے کا بہت شوق تھا۔ آخر کچھ چار اعتراض کر دیئے۔ میں نے ان لڑکوں سے کہا۔ مولوی صاحب کو جواب دو۔ باری باری ان لڑکوں نے ان کو لاجواب کر دیا۔ اور وہ خاموش رہ گئے۔ مرزا گل محمد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب بھی مطالعہ کرائیں۔ پڑھے حصے کا خلاصہ میں ان سے زبانی سنتا تا مجھے معلوم ہو جائے کہ کچھ پڑھتے ہیں اور کس حد تک اثر لیتے ہیں۔ مرزا احمد بیگ کے نکاح والی پیشگوئی تو ان کے خاندان کی بات تھی۔ اس لئے اس کے متعلق ان کو اپنے علم و فہم کے مطابق پوری واقفیت بہم پہنچائی۔ چنانچہ وہ اکثر سب مسائل اور خصوصاً اس موضوع پر اپنے رشتہ داروں سے کامیاب گفتگو کرتے رہے۔ اور یہ تو کر سکتے تھے ورنہ دوسرے لوگوں سے تو وہ حتی الوسع بحث بھی نہ کرتے نہ ان کی سنتے جب کوئی مشکل مسائل میں پیش آتی تو وہ میرے پاس آتے اور اپنی تسلی و تشفی کر کے اور معلومات بہم پہنچا کر جاتے۔ خلافت ثانیہ کے عہد میں جب کوئی اینڈ بیلی فوج میں کچھ مدت کام کرنے کی وجہ سے ان کا نظم انہی کے سپرد ہوا۔ اور وہ یہ خدمت بخوبی و خوش اسلوبی بجالائے۔ رحیہ سالانہ اور دوسرے مخالفین کے جلسوں پر پہرے اور حفاظت کا کام مدت تک ان ہی کی نگرانی میں ہوتا رہا۔ ان کا رسوخ باہر کے دیہات کے جاٹوں اور سکھوں میں اچھا تھا۔ دہلی کے جلسے کے وقت وہ بھی موجود تھے۔ جب واپس آئے۔ تو میں نے دیکھا مرہم پٹی کرا رہے ہیں۔ پوچھا مرزا یہ کیا؟ کہنے لگے یہ دہلی میں ہوا۔ بتایا کہ محض بہ نیت ثواب و کفارہ گناہ میں نے مار خاموشی سے کھائی۔ سر میں تین زخم آگئے۔ ورنہ میں اور میرے ساتھی بہت کچھ کر سکتے تھے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی حفاظت خاص میں جب پہرے والے نوجوان جمع ہوئے تو ان میں تقریر کی اور کہا کہ میں تو ایک ناچیز گنہگار ہستی ہوں۔ مگر وہ نہایت پاک وجود ہے۔ جس کے لئے ہماری جان تک بھی قربان ہو جائے تو سمجھیں گے کہ فلاح دارین پائی۔ یہ کہتے ہوئے ان پر رقت طاری ہو گئی۔

مسجد مبارک کی توسیع کے سلسلے میں جب چھتی جانب گلی کی ضرورت ہوئی۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ بڑا دروازہ تو ہمارے آباء کا نشان تھا۔ اور اسی طرح بعض دوسری روکیں بھی تھیں۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ میں نے بخوشی یہ کام کیا کہ شاید میرا مولیٰ اسی طرح میری عاقبت بالخیر کر دے اور کچھ آبدیدہ سے ہو گئے۔

مجھے ان کے دیانتداری کے پاس بیٹھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ عموماً رستے میں کبھی کبھی ملاقات ہو جاتی تھی۔ آخری بار مکرم مرزا عزیز احمد صاحب کے پاس بیٹھے تھے۔ مجھے رستے سے گزرتے ہوئے دیکھ کر اٹھ کر ملے۔ میں نے کہا مرزا تم تو بہت کمزور ہو رہے ہو۔ کہنے لگے یہ میل ختم ہو چکی ہے۔ اسے ختم ہونے دو۔ میں نے ان کی تاریخ وفات پر مشتمل چند اشعار لکھے ہیں:۔

مجسم شرافت زہے نیک نام
محبت و خیر ہے خوش کلام
جدا گشت از ما بعمر شباب
ز غفران حق باد شد بہرہ تام
درخشید صبح صداقت بود
بروز قیامت بود شاد کام
خدا یاد حافظ بہ پسماندگان
طفیل محمد رسول انام
کشید آہ اکمل چو تاریخ گفت
فسردہ گل گلستان نظام

۱۹	۵۶
۱۹	۶ ۴۵

(اکمل غفر اللہ)

جاپان کی قید سے رہا ہونے والا ایک اور نوجوان

ڈاکٹر کیپٹن محمد جی صاحب احمدی آئی۔ ایم۔ ایس ساڑھے تین سال کے بعد جاپانی قید سے رہا ہو کر بخیر و عافیت یکم اکتوبر کو قادیان پہنچ گئے ہیں۔ انہیں جاپانیوں کی قید میں سخت مشکلات اور تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ جن احباب نے ان کے لئے دعائیں کیں۔ ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ نیز مولوی غلام حسین صاحب ایاز مبلغ سنگاپور و ملایا۔ اور دیگر احباب جماعت احمدیہ ملایا جن کی تعداد ۲۰۰ کے قریب ہے۔ اور جن میں زیادہ تر ملایا کے باشندے ہیں۔ جماعت احمدیہ قادیان اور ہندوستان کے احمدیوں کی خدمت میں السلام علیکم عرض کرتے ہیں۔ اور جماعت ملایا کی ترقی کے لئے درخواست دعا۔ ان سے معلوم ہوا ہے کہ مکرم مولوی غلام حسین صاحب ایاز کی صحت اچھی ہے۔ اور بڑے جوش اور محنت سے تبلیغ کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔

کیپٹن صاحب سے اپنے عزیزوں کے متعلق جو احباب حالات معلوم کرنا چاہیں وہ سید محمد حسین شاہ صاحب سکرٹری امانت جائیداد تحریک جدید قادیان کے پتہ سے معلوم کر سکتے ہیں۔ کیپٹن صاحب سید صاحب موصوف کے عزیز ہیں۔

اصحاب نصاب کی توجہ کے لئے

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے افراد میں احکام باری تعالیٰ کی عظمت اور تعمیل کا جوش اس قدر ہے کہ وہ ہر آواز پر بصد رغبت لبیک کہنے کو ہر وقت تیار نظر آتے ہیں۔ اور دوسرے مذاہب میں اپنی اس لبیک کا نمونہ قائم کر کے دنیا کو حیران کر دینے کے لئے مشہور ہیں۔ اور یہی وہ بات ہے جو زندہ اور مردہ میں مابہ الامتیاز کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے۔ اسلام نے بنی نوع انسان کے جذبہ ہمدردی دکھلانے کا ثبوت صدقات کے رنگ میں دیا ہے۔

صدقات میں سے ایک حصہ فریضہ زکوٰۃ کو اس لئے دیا گیا ہے کہ اس کا انکار کرنے والا ایمان دار نہیں کہلا سکتا۔ اور اس میں سستی کرنے والا بہت بڑا گنہگار شمار ہوتا ہے۔

جماعت احمدیہ میں انکار کرنے والا تو شاید ایک بھی نہ ملے۔ مگر سستی دکھلانے والے یا بطور خود اپنے غریب رشتہ داروں میں خرچ کر دینے والے نظر آتے ہیں۔ ورنہ اس مد میں کافی روپیہ جمع ہوتا۔ اس لئے اعلان ہذا کے ذریعہ اصحاب نصاب کی خدمت میں اطلاع دی جاتی ہے کہ نہ بطور خود روپیہ تقسیم کرنے سے پہلے ناظر بیت المال کی توسط سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور درخواست کریں کہ اس کی رقم میں سے اس قدر رقم ہمارے فلاں فلاں مستحق رشتہ دار کو دینے کی اجازت دی جائے۔ امید ہے کہ احباب اس طرف خاص توجہ فرما کر زکوٰۃ فنڈ کو مضبوط کر کے ثواب دارین حاصل کریں گے۔ زکوٰۃ کے متعلق مسائل معلوم کرنے کے لئے اگر کسی دوست کو ضرورت ہو۔ تو دفتر بیت المال سے رسالہ مسائل زکوٰۃ مفت طلب کر سکتے ہیں۔ - ناظر بیت المال

نہایت مفید تبلیغی ٹریکٹ رعایتی قیمت پر

صیغہ نشر و اشاعت نے مندرجہ ذیل نہایت مفید ٹریکٹ شائع کئے ہیں۔ احباب پہلے سے زیادہ جلد منگوا کر تقسیم کریں

۱۔ How to save the world. قیمت فی سیکڑہ دو روپے

۲۔ The Unassailable citadel. قیمت فی سیکڑہ دو روپے

۳۔ ندائے ایمان۔ تصنیف لطیف حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ قیمت ۲/۸/- روپے فی سیکڑہ

۴۔ ملت اسلامیہ کے تنزل کے اسباب اور مسلمانوں کی موجودہ مشکلات کا حل قیمت ۲/۸/- روپے فی سیکڑہ

۵۔ علماء اور مولوی صاحبان سے چند دریافت طلب امور قیمت دو روپے آٹھ آنے فی سیکڑہ

۶۔ آیت خاتم النبیین کی صحیح تفسیر۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے فی سیکڑہ

۷۔ شانتی کا اپائے (ہندی) قیمت ۲/۸/- روپے فی سیکڑہ ۸۔ کرشن اوتار (ہندی) قیمت ۲/۸/- فی سیکڑہ

۹۔ پرگتی و مانہ داگوار (گورمکھی) ۲/۸/- روپے فی سیکڑہ ۱۰۔ وفات مسیح علیہ السلام پر علماء مصر کا فتویٰ

111

وصیت

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کردے ۔ سکرٹری مقبرہ بہشتی

نمبر ۸۶۷۰ منکہ محمد ابراہیم ولد تمیز الدین صاحب مرحوم قوم احمدی بیشہ تجارت عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۲۰ء ساکن محلہ کانڈی پاڑہ برہمن بڑیہ ضلع ٹپرہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۹/۴۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے ۔ ایک رہائشی مکان خام واقعہ کانڈی پاڑہ برہمن بڑیہ اور ایک دکان خام واقعہ جگت بازار شہر برہمن بڑیہ مکان کی قیمت ۲۰۰۰/- اور دکان کی قیمت ۵۰۰/- میں اس جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا ۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ میری آمد تجارت قریباً ستر ۔ پچھتر روپے ماہوار ہے ۔ میں اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا ۔ نیز میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو ۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد :- محمد ابراہیم موصی بحروف بنگلہ

گواہ شد :- عبدالمالک سکرٹری مال

گواہ شد :- محمد شجاعت علی انسپکٹر بیت المال ۔

اپنی ملکی صنعتوں کو فروغ دیجئے
اور اپنے زندگی کے معیار کو بلند کیجئے

آپکے کارخانہ میں اصلی نٹ سے ہر رنگ اور ہر ڈیزائن کے نہایت عمدہ اور پائیدار بٹن تیار ہوتے ہیں ۔ ٹیلر ماسٹر صاحبان براہ راست ہم سے مال منگوا کر اپنا روپیہ بچائیں ۔ موسم شروع ہے مانگ کی زیادتی کے پیش نظر اپنا آرڈر جلد ارسال فرمائیں ۔

سردار عطاء اللہ خان کی آسول پروپرائٹر دی انگل مینو فیکچرنگ کمپنی قادیان

مولوی ثناء اللہ صاحب کیلئے اکیس ہزار روپیہ انعام

مولوی ثناء اللہ صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سب سے بڑے مخالف سمجھے جاتے ہیں ۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وفات نہیں پائی ۔ بلکہ دو ہزار سال سے بجسم عنصری زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں ۔ اور وہی اپنے خاکی جسم کے ساتھ آسمان سے اتر آئیں گے ۔ مہدی کا ظہور نہیں ہوا ۔ جب وہ ظاہر ہوں گے ۔ تب تمام جہان کے غیر مسلمانوں کے ساتھ تلوار سے جہاد کریں گے اور اسلام منوائیں گے بانی سلسلہ احمدیہ نہ چودھویں صدی کے مجدد ہیں ۔ نہ مسیح ہیں نہ مہدی ۔ نہ امتی نبی ۔ ان کے انکار سے کوئی کافر ہو سکتا ہے ۔ نہ اسلام سے خارج ۔ بلکہ وہی کافر اور اسلام سے خارج ہیں نعوذ باللہ

مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ چیلنج دیا گیا کہ وہ اپنے یہ عقائد مؤکد بعذاب حلف کے ساتھ ایک خاص پبلک جلسہ میں بیان کریں ۔ تو ہم ان کو اکیس ہزار روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں ۔ مگر بائیس سال کا عرصہ ہوتا ہے ۔ وہ ٹالتے ہی رہتے ہیں ۔ اور مرتے دم تک ٹالتے ہی رہیں گے کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کے عقائد سراسر غلط ہیں ۔ اسلئے جھوٹا حلف مؤکد بعذاب اٹھانا ان کے لئے موت ہے ۔ اس لئے اکیس ہزار روپیہ انعام ملنے پر بھی وہ جرأت نہیں کرتے ۔

اگر ان کے ہمخیال کوئی صاحب ان کو اس حلف کے لئے تیار کریں گے تو ہم ان کو دو ہزار روپیہ انعام دیں گے ۔ کئی لوگوں نے کوشش کی ۔ مگر یہ جان بچاتے ہی رہتے ہیں ۔ مگر کب تک ؟ آخر ایک دن مرنا ہے ۔ اور خدا کو جواب دینا ہے ۔ کچھ تو اس کا خوف کرو ۔

صداقت احمدیت کے متعلق ہم نے ایک لاکھ روپے کے انعامات کا رسالہ اردو اور انگریزی زبان میں شائع کیا ہے ۔ وہ صرف ایک کارڈ آنے پر مفت ارسال کردیا جائے گا ۔

عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن

قارئین کرام کے فائدہ کی بات

جن احباب کے نام وی پی بھیجے جارہے ہیں ۔ انہیں وصول کرنا دراصل ان کے فائدہ کی بات ہے کیونکہ عدم وصولی ایک بہت بڑے روحانی خزانہ سے جو "الفضل" روزانہ ان کی خدمت میں پہنچانے کی سعادت حاصل کر رہا ہے ۔ یعنی حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ کے تازہ بتازہ رویا ، و کشوف اور ملفوظات و خطبات سے ان کو محروم کردیگا ۔ اور اس کے ساتھ ذکر مالی لحاظ سے جو نقصان ہوگا وہ الگ ہے ۔ پس مہربانی فرمائیے ۔ اور جس طرح ہوسکے وی ۔ پی ضرور وصول کرلیجئے ۔

(مینیجر)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

چاقو

سٹین لیس پاکٹ نائف

ایجنٹ

افضل برادرز جنرل مرچنٹس قادیان

قیمت فی چاقو ایک روپیہ

اصلی فولادی ہاگورا چاقو جس کے پیتل کے خوشنما دستے پر ہاگورا کا اسٹمپ ہوتا ہے

گارنٹی

اسٹیل خراب نکلنے پر استعمال شدہ واپس

اکٹھے چھ چاقو منگوانے پر خرچہ ڈاک پارسل معاف

ملنے کا پتہ :- ایس ۔ ایم عبداللہ احمدی ہاگورا ورکس وزیر آباد پنجاب

باجازت امور عامہ

ضرورت رشتہ

ایک ڈاکٹر ایل ۔ ایس ۔ ایم ۔ ایف برسرکار نوجوان بعمر ۳۴ سال کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے ۔ لڑکی نوجوان تعلیم یافتہ ہونی چاہیئے (نوٹ) پہلی بیوی موجود ہے کوئی اولاد نہیں ہوئی ۔ جملہ خط و کتابت

م ۔ ع

معرفت منیجر اخبار "الفضل" کی جائے

حب مروارید عنبری

یہ گولیاں اعضائے رئیسہ کو طاقت دینے اور خاص کمزوری کے دور کرنے کا ایک اعلیٰ مجرب نسخہ ہے مردوں کی مخصوص بیماریوں کا اصلی سبب بھی اعضائے رئیسہ کی کمزوری کا ہوتا ہے ۔ تجربہ کرنے پر یہ گولیاں بہت مفید ثابت ہوئی ہیں ۔ قیمت یکصد گولیاں دس روپے علاوہ محصول ڈاک ۔ ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

حب اٹھرا رجسٹرڈ
اٹھرا کا مجرب علاج

جو مستورات اسقاط کی مرض میں مبتلا ہوں ۔ یا جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں ان کے لئے حب اٹھرا رجسٹرڈ نعمت غیر مترقبہ ہے ۔ حکیم نظام جان شاگرد حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاہی طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کا تجویز فرمودہ نسخہ تیار کیا ہے ۔ حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال سے بچہ ذہین ۔ خوبصورت ۔ تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے ۔ اٹھرا کے مریضوں کو دوا کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے ۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر بارہ روپے

حکیم نظام جان شاگرد حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اول

دواخانہ معین الصحت قادیان

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۳؍اکتوبر۔ اخبار ڈیلی میل کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ کراسبی ریسرچ فونڈیشن کے انچارج نے اٹامک بم کو تیار کرنے کے متعلق ابتدائی کام میں خاص مدد دی تھی۔ اس نے اعلان کیا ہے۔ کہ اٹامک بم کے اثر کو زائل کرنے کی ترکیب کا پتہ چل گیا ہے۔ یہ طریق اس قدر آسان ہے۔ کہ بم کو زمین پر گرنے سے پہلے ہی ناکارہ کیا جا سکے گا۔ اور یہ میلوں دور جا گریگا۔ آپ نے کہا۔ کہ ہم نے اپنی دریافتوں کو محض اس لئے امریکی حکام کے حوالے کر دیا تھا۔ تاکہ دیگر اقوام کو اس امر کے لئے مجبور کیا جائے۔ کہ وہ امریکہ سے مناسب سلوک کریں۔

بمبئی ۳؍اکتوبر۔ پیرس جاتے ہوئے مسٹر این۔ ایم جوشی نے ایک انٹرویو میں کہا۔ کہ ہندوستان میں موجودہ بے اتفاقی کی وجہ سے برطانیہ کو اس کی آزادی دینا ملتوی نہیں کرنا چاہیئے۔ اس وقت دنیا میں ہر جگہ بے اتفاقی ہے۔ اگر ہندوستان میں اتفاق نہ ہو سکے۔ تو برطانیہ کو ثالث بن کر فیصلہ دے دینا چاہیئے۔ آپ نے کہا۔ میں چھ سات ہفتہ لنڈن رہوں گا۔ اور لیبر وزیروں سے ہندوستان کے متعلق تبادلہ خیالات کروں گا۔ مجھے یقین ہے۔ کہ لیبر حکومت ہندوستان کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کرے گی۔

مدراس ۳؍اکتوبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ مدراس اسمبلی یکم اکتوبر سے توڑ دی گئی ہے۔

دمشق ۳؍اکتوبر۔ شام میں نئی گورنمنٹ بن گئی ہے۔ صلاح الدین الجعفری جو ۱۹۴۳ء میں وزیر اعظم تھے۔ اب پھر وہی وزیر اعظم بن گئے ہیں۔

لنڈن ۳؍اکتوبر۔ لندنی اخبارات میں سے صرف نیوز کرانیکل اور ڈیلی میل ورکر نے ہندچینی اور جاوا میں ہندوستانی فوجیں استعمال کرنے کے خلاف ہندوستان کے پروٹسٹ کی خبر شائع کی ہے۔ دیگر اخبارات نے اپنے ایڈیٹوریل میں یہ گلہ کیا ہے۔ کہ ہندوستانی اس گڑبڑ سے فائدہ اٹھا کر برطانیہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنا چاہتے ہیں۔

برسیلز ۳؍اکتوبر۔ اب جبکہ بلجیئم میں جنرل انتخابات ہونے والے ہیں۔ شاہ بلجیئم نے اپنی رعایا کے نام پہلی بار یہ براڈکاسٹ اعلان جاری کیا۔ کہ بلجیئم میں شہنشاہیت کا قیام عوام کی مرضی پر منحصر ہے۔ جنرل انتخابات کے ذریعہ رعایا جو فیصلہ دے گی۔ اسے تسلیم کیا جائیگا۔

لنڈن ۳؍اکتوبر۔ واشنگٹن سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ فلسطین میں یہودیوں کو آباد کرنے کے لئے صدر ٹرومین نے مسٹر اٹیلی کو جو چٹھی لکھی تھی۔ وزیر اعظم برطانیہ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ وزیر اعظم برطانیہ نے اسی روز چٹھی کا جواب دے دیا تھا۔

یروشلم ۳؍اکتوبر۔ یہودیوں نے خلاف قانون ساحل فلسطین پر اترنا شروع کر دیا ہے سرکاری حلقوں کا کہنا ہے۔ کہ فلسطین کے ساحل کی وسعت اور غیر آبادی نے یہودیوں کو روکنا ناممکن بنا دیا ہے۔ یہودیوں کو اتارنے کے لئے بیس ہزار یہودیوں کو خاص طور پر ٹریننگ دی گئی تھی۔ سخت تصادم کا خطرہ ہے۔

لکھنؤ ۳؍اکتوبر۔ ہندوستان بھر کے شیعوں کا اجلاس مہاراجہ محمود آباد کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے صدر کی خدمت میں بعض مشورے پیش کئے جائینگے۔ ان تجاویز کے قبول کئے جانے کے بعد وہ شیعہ بھی مسلم لیگ میں شامل ہو جائینگے۔ جو اب تک مسلم لیگ سے الگ ہیں۔

لاہور ۳؍اکتوبر۔ پنجاب کانگرس کی مجلس عاملہ کا اجلاس کل بعد دوپہر فلیٹی ہوٹل میں منعقد ہوا۔ اس میں چودہ کمیونسٹوں کو پنجاب پراونشل کانگرس کمیٹی سے معطل کر دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ مولانا آزاد نے بھی اس میں شرکت کی۔

استنبول ۳؍اکتوبر۔ جزوی طور پر ترکی فوجوں کو غیر مسلح کرنے کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ ذمہ وار حلقوں کے نزدیک یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ سیاسی صورت اصلاح پذیر ہے۔

لاہور ۳؍اکتوبر سونا ‎-/۷۷ چاندی ‎-/۱۳۲ پونڈ ‎-/۵۱

امرتسر۔ ۳؍اکتوبر۔ سونا ‎-/۷۷ روپے چاندی ‎-/۱۳۲ روپے پونڈ ‎-/۵۱ روپے۔

برلن ۳؍اکتوبر۔ برطانوی محکمہ خراست ہٹلر کی ان تحریری یادداشتوں کی چھان بین کر رہا ہے۔ جن میں وہ مذاکرات مذکور ہیں۔ جو جرمنی کا ڈکٹیٹر گذشتہ تین سال کے اندر اپنے فوجی افسروں اور سیاسی مدبروں کے ساتھ کرتا رہا ہے۔

یروشلم ۳؍اکتوبر۔ امیر عبداللہ والی شرق اردن اکتوبر کے شروع میں لندن جا رہے ہیں۔ تاکہ اپنے ملک کے لئے آزادی کامل کا مطالبہ کریں۔ عرب حلقوں میں امیر موصوف کے لندن جانے کو بہت اہم سمجھا جا رہا ہے۔

نئی دہلی ۳؍اکتوبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ کاروں۔ ٹرکس اور سائیکلوں کے ٹائروں و ٹیوبوں کی قیمتیں بڑھا دی گئی ہیں۔ نئی قیمتیں ان نرخوں سے جن کا اعلان ماہ اپریل ۱۹۴۴ء میں کیا گیا تھا۔ قدرے زیادہ ہیں۔

لنڈن ۳؍اکتوبر۔ ڈیلی سکیچ کو معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ اپنے بڑے بڑے جنگی جہازوں کو توڑ دے گا۔ کیونکہ ایٹم بم کے اس زمانے میں بڑے بڑے جنگی جہاز پرانے متصور ہوتے ہیں۔ ان کی جگہ نئی ضروریات کے مطابق درمیانی قسم کے جنگی جہاز بنائے جائینگے۔

لنڈن ۳؍اکتوبر۔ لنڈن کے اخبارات نے وزرائے خارجہ کی کانفرنس کے ناکام ہو جانے پر بڑی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ لنڈن ٹائمز لکھتا ہے۔ کہ اس مجلس کے ناکام ہونے سے یہ امر عیاں ہوتا ہے۔ کہ ان امور پر تصفیہ کرنے سے قبل ان کے مبادی اور بنیادی اصول طے کرنا لازمی تھا۔ ڈیلی میل رقمطراز ہے۔ اس کانفرنس کی ناکامی کی یہ وجہ ہے۔ کہ روس کو برطانیہ امریکہ اور فرانس پر اعتماد نہ تھا۔ واضح رہے۔ کہ یہ پہلی میٹنگ ہے۔ جو جنگ کے بعد زمانہ امن میں ملکوں کی حدبندی وغیرہ کے لئے منعقد ہوئی۔ مگر مسلسل تین ہفتوں کی تگ و دو کے بعد بری طرح ناکام ہوئی۔ سوائے چند فیصلوں کے کسی بھی صحیح نتیجہ پر نہ پہنچ سکی۔

سیگاؤں ۳؍اکتوبر۔ فرانسیسی ہندچینی میں اب بالکل امن ہو گیا ہے کل رات سے جنگ بند ہو گئی ہے فرانسیسی حکومت اور انامیوں میں سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ برطانوی فوجیں فرانسیسی فوجوں کے پہنچنے تک وہیں مقیم رہینگی۔ ایک نامہ نگار کی اطلاع ہے۔ کہ ملک میں حالات سدھر گئے ہیں۔ اور لوگوں نے اپنے اپنے کام شروع کر دئیے ہیں۔

سنگاپور ۳؍اکتوبر۔ ایسٹ انڈیز کے لیڈر ڈاکٹر فان مک بٹاویہ پہنچ گئے ہیں۔ کل آپ نے فرانسیسی اور برطانوی کمانڈروں سے بات چیت کی۔ آج ایک مختصر سا بیان دینگے

برلن ۳؍اکتوبر۔ فیلڈ مارشل منٹگمری نے جرمنی میں خوراک اور مکانوں کی کمی کے متعلق بہت تشویش کا اظہار کیا ہے۔ آپ نے کہا۔ اگر حالات پر قابو پانے کی جلد کوشش نہ کی گئی۔ تو مستقبل قریب میں ایک سخت خطرناک قحط کا اندیشہ ہے۔ برطانوی ایجوکیشنل منسٹر اپنے سٹاف سمیت یہاں پہنچ گئے ہیں۔ وہ نازی ازم کی تعلیم کو ملیا میٹ کرنے کے لئے ملک میں نیا طریق تعلیم جاری کریں گے۔

لاہور ۳؍اکتوبر۔ پنجاب اسمبلی کو ختم کر دینے کا فیصلہ آج کر دیا گیا۔

لکھنؤ ۳؍اکتوبر۔ جمیعت المومن نے انتخاب لڑنے کے لئے ایک پارلیمنٹری بورڈ مقرر کر دیا گیا ہے۔ جس کے چیئرمین مسٹر عبدالقیوم انصاری ہیں۔

نئی دہلی ۳؍اکتوبر۔ جنگ کے دوران میں پریس اور پبلک پر کچھ پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔ اب ان کو ختم کر دینے کا حکومت ہند نے فیصلہ کر دیا ہے۔

نئی دہلی ۳؍اکتوبر۔ برطانیہ کے وزیر حرب مسٹر جیک لاسن جو جنوب مشرقی ایشیائی کمان کا معائنہ کرنے کے بعد یہاں پہنچے ہیں۔ آج بذریعہ ہوائی جہاز برطانیہ روانہ ہو گئے۔ لارڈ ویول اور سر آکنلک کمانڈر انچیف نے آپ کو ہوائی اڈہ پر الوداع کہا۔

بمبئی ۳؍اکتوبر۔ اب صورت حالات سدھر گئی ہے۔ جس علاقہ میں بلوہ ہوا تھا۔ وہاں روزانہ کی طرح بسیں چلنی شروع ہو گئی ہیں۔ اور لوگ بھی اپنے کام کاج میں لگ گئے ہیں۔

سنگاپور ۳؍اکتوبر آج صبح جاوا میں سروبایا مقام پر پھر تصادم ہو گیا۔ جس سے ۵۰ آدمی مارے گئے اور ۱۵۰ گھائل ہوئے۔

لنڈن ۳؍اکتوبر۔ امریکہ۔ روس۔ چین اور فرانس کے وزرائے خارجہ آج واپس جا رہے ہیں۔ وہ اپنی اپنی حکومتوں کو بتائینگے۔ کہ کانفرنس کا یہ سیشن ختم ہو گیا ہے۔ اب دوسرا قدم یہ ہے۔ کہ صلح کے اقدام کو جاری رکھا جائے۔ سیاسی حلقوں کا خیال ہے۔ کہ اب خود عظمائے خمسہ اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کریں گے۔

قاہرہ ۳؍اکتوبر۔ بحرالکاہل کی امریکی ہوائی فوجوں کے کمانڈر انچیف نے ایک بیان میں کہا۔ کہ امریکی ہوائی فوجوں کو آنے والے ایک سو سال تک جاپان کی نگرانی رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ جاپان کے سپاہی اور ملاح ہی نہیں بلکہ ہر بچے کے دل میں نفرت کا جذبہ